عدالتِ عظمیٰ

تاریخ فیصلہ: 21 ستمبر 1956

جی اے مونٹیریو

بنام

دی سٹیٹ آف اجمیر۔

[بھگوتی، جعفر امام اور گووندا مینن جسٹس صاحبان]

"افسر" - 'افسر' کون ہے اس کا تعین کرنے کے لیے ٹیسٹ - ریلوے کیرج ورکشاپ میں دھات کے معائنہ کار، جسے چیزر کہا جاتا ہے - کیا افسر - انڈین پینل کوڈ (ایکٹ XLV، سال 1860)، دفعہ 21 (9) - انسداد رشوات ستانی ایکٹ (II، سال 1947)، دفعہ 2۔

اپیل کنندہ ایک درجہ III کا نوکر تھا جو اجمیر میں ریلوے کیرج ورکشاپ میں دھات کے معائنہ کار کے طور پر ملازم تھا، جسے چیزر بھی کہا جاتا ہے۔ اس نے کسی شخص کے لیے نوکری حاصل کرنے کے لیے 150 روپے کی رقم غیر قانونی تسکین کے طور پر قبول کی۔ ان پر انسداد رشوات ستانی ایکٹ 1947 (ایکٹ II، سال 1947) کی دفعہ 5(1)(d) کے تحت الزام عائد کیا گیا تھا۔ اپیل کنندہ نے دعوی کیا کہ وہ مجموعہ تعزیرات بھارت 21(9) میں استعمال ہونے والی اصطلاح کے معنی میں "افسر" نہیں تھا اور اس لیے ایکٹ II، سال 1947 کے مقاصد کے لیے سرکاری ملازم نہیں ہو سکتا۔ یہ پایا گیا کہ اپیل کنندہ ورکس منیجر کے ماتحت کام کر رہا تھا جو یقینی طور پر حکومت کا ایک افسر تھا اور جو فرائض اس نے انجام دیے وہ فوری طور پر ورکس منیجر کے لیے معاون تھے جو حکومت کے کسی اختیار یا نمائندہ کردار سے بھی لیس تھا۔

حکم ہوا کہ اپیل کنندہ مجموعہ تعزیرات بھارت 21(9) کے معنی میں ایک افسر تھا اور اس لیے ایکٹ II، سال 1947 کی دفعہ 2 کے معنی میں ایک سرکاری ملازم تھا۔

اس بات کا تعین کرنے کے لیے کہ آیا کوئی شخص حکومت کا افسر ہے، اصل امتحان یہ ہے:—

(1) چاہے وہ حکومت کی خدمت میں ہو یا تنخواہ میں، اور

(2) چاہے اسے کسی عوامی فرض کی انجام دہی کا کام سونپا گیا ہو۔

عوامی فرض یا تو حکومت کا ایک کام ہو سکتا ہے جو اسے تفویض کیا گیا ہو یا کسی ایسے شخص کے لیے فوری طور پر معاون فرض ہو سکتا ہے جو حکومت کا افسر ہو۔

ریگ بنام راما جیرا وجیو بازیرو ([1875] XII بمبئی ایچ سی آر 1) نے وضاحت کی۔

ناظم الدین بنام قوین ایمپرس، ([1900] آئی ایل آر۔ 28 کلکتہ 344) اور احمد شاہ بنام ایمپرر، (اے آئی آر 1918 لاہور 152)، پر انحصار کیا۔

اپیلیٹ فوجداری کا دائرہ اختیار: فوجداری اپیل نمبر 146، سال 1954۔

فوجداری اپیل نمبر 15، سال 1954 میں اجمیر میں عدالتی کمشنر کی عدالت 27 نومبر 1954 کے فیصلے اور حکم سے اپیل جو فوجداری مقدمہ نمبر 5، سال 1953 میں اجمیر میں خصوصی جج کی عدالت 25 اگست 1954 کے فیصلے اور حکم سے پیدا ہوئی۔

بی پی مہیشوری، اپیل کنندہ کے لیے۔

مدعا علیہ کی طرف سے بھارت کے سالیسیٹر جنرل سی کے دپھتری، پورس اے مہتا، ایچ آر کھنہ اور / آر ایچ دھبر۔

21.1956 ستمبر۔

عدالت کا فیصلہ بھگوتی جسٹس نے سنایا۔

اجمیر میں جوڈیشل کمشنر کے فیصلے کے خلاف آئین کے آرٹیکل 134 (1)(c) کے تحت فٹنس کے سرٹیفکیٹ کے ساتھ یہ اپیل ہندوستانی مجموعہ تعزیرات ہند 21(9) میں موجود لفظ "افسر" کے معنی کے بارے میں ایک اہم سوال اٹھاتی ہے۔

اپیل کنندہ ایک درجہ III کا نوکر تھا جو اجمیر میں ریلوے کیرج ورکشاپس میں دھات کے معائنہ کار کے طور پر ملازم تھا، جسے چیزر بھی کہا جاتا ہے۔ اس پر مجموعہ تعزیرات بھارت 161 کے تحت الزام عائد کیا گیا تھا کہ اس نے نانک سنگھ کے 150 روپے کے کرنسی نوٹوں سے ایک کلو کے

لیے ملازمت حاصل کرنے کے مقصد کے طور پر غیر قانونی تسکین کے طور پر قبول کیا تھا۔ ان پر ایکٹ II، سال 1947 کی دفعہ 5(1)(d) کے تحت سرکاری ملازم کی حیثیت سے اپنے عہدے کا غلط استعمال کرنے اور رشوت یا غیر قانونی ذرائع سے مذکورہ نانک سنگھ سے 150 روپے کی شکل میں مالی فائدہ حاصل کرنے کا بھی الزام عائد کیا گیا تھا۔ اس پر مجموعہ تعزیرات بھارت 420 کے تحت جرم کا ارتکاب کرنے کا مزید الزام عائد کیا گیا تھا کہ اس نے مذکورہ نانک سنگھ کو بے ایمانہ نمائندگی کے ذریعے 150 روپے کے کرنسی نوٹ فراہم کرنے پر آمادہ کیا تھا کہ وہ مذکورہ گلو کے لیے ملازمت حاصل کر سکتا ہے۔ فاضل خصوصی جج، ریاست اجمیر، جس نے مذکورہ جرائم کے لیے پہلی بار اس پر مقدمہ چلایا، اسے مجموعہ تعزیرات بھارت 161 کے تحت جرم کا مجرم قرار دیا اور ساتھ ہی ایکٹ II، سال 1947 کی دفعہ 5(1)(d) کے تحت جرم کا مجرم قرار دیا اور اسے اسی سلسلے میں بالترتیب چھ ماہ اور ایک سال کی قید بامشقت کی سزا سنائی، دونوں سزائیں بیک وقت چلیں گی۔ تاہم، اب تک، چونکہ یہ ثابت نہیں ہوا تھا کہ اپیل کنندہ کو اس بات پر یقین نہیں تھا کہ جب اس نے وہ رقم قبول کی جو وہ محفوظ کر سکتا ہے یا گلو کے لیے ملازمت حاصل کرنے کی کوشش کرے گا، تو یہ قرار دیا گیا کہ مجموعہ تعزیرات بھارت 420 کے تحت کوئی مقدمہ نہیں بنایا گیا اور اسے اس الزام سے بری کر دیا گیا۔

اپیل کنندہ کی طرف سے ریاست اجمیر کے جوڈیشل کمشنر کے پاس کی گئی اپیل ناکام ہو گئی اور 10 دسمبر 1954 کو فاضل جوڈیشل کمشنر نے اپیل کنندہ کو دو اہم بنیادوں پر اپیل کے لیے فٹنس کا سرٹیفکیٹ دے دیا۔ (1) چاہے اپیل کنندہ مجموعہ تعزیرات بھارت 21 کی شق (9) کے معنی میں ایک "افسر" تھا، اور (2)- چاہے ریلوے ایکٹ کی دفعہ 137 کی توضیعات نے تمام ریلوے ملازمین کو سرکاری ملازمین کی تعریف سے خارج کر دیا ہو سوائے باب IX، تعزیرات ہند کے مقاصد کے۔

نچلی دونوں عدالتوں نے اس سوال پر حقیقت کے ہم آہنگ نتائج اخذ کیے کہ آیا اپیل کنندہ نے نانک سنگھ سے 150 روپے غیر قانونی تسکین کے طور پر قبول کیے اور ان نتائج کو اپیل کنندہ کے فاضل وکیل کے ذریعے ہمارے سامنے چیلنج نہیں کیا جا سکا اور نہ ہی کیا گیا۔ ہمارے سامنے جن سوالات کی تشہیر کی گئی وہ دو قانونی نکات تھے جو ریاست اجمیر کے فاضل عدالتی کمشنر کی طرف سے اپیل کنندہ کو دی گئی اپیل کے لیے فٹنس سرٹیفکیٹ کی بنیاد تھے۔

دوسرا سوال اب رام کرشن بنام دہلی ریاست ([1]) میں اس عدالت فیصلے کی وجہ سے موجودہ کیس کے حقائق میں تعلیمی بن گیا ہے، جس میں کہا گیا ہے کہ ریلوے ایکٹ کی دفعہ 137 میں ترمیم سے پہلے ایکٹ 17، سال 1955 کے ذریعے ریلوے ملازمین کو صرف باب IX، مجموعہ تعزیرات بھارت کے مقاصد کے لیے سرکاری ملازم سمجھا جاتا تھا، لیکن کسی بھی صورت میں وہ انسداد رشوات ستانی ایکٹ (ایکٹ II، سال 1947) کے تحت سرکاری ملازم تھے۔ جہاں تک اپیل کنندہ، ہماری رائے میں، ایکٹ II، سال 1947 کی دفعہ 5(1)(d) کے تحت جرم کا صحیح طور پر مجرم قرار دیا گیا ہے اور اسے ایک سال کے لیے قید بامشقت کی سزا سنائی گئی ہے، یہ سوال کہ آیا اسے دفعہ 161 کے تحت جرم کا صحیح طور پر مجرم قرار دیا گیا تھا، مجموعہ تعزیرات بھارت جس کے لیے اسے چھ ماہ کی قید با مشقت کی کم سزا دی گئی تھی، محض تعلیمی بن گیا ہے اور یہاں ہمارے ذریعے زیر غور واحد سوال یہ ہے کہ آیا وہ دفعہ 21(9)، مجموعہ تعزیرات بھارت کے معنی میں ایک "افسر" تھا۔

پہلے سوال کے حوالے سے قانون کی توضیعات کو اس مرحلے پر آسانی سے بیان کیا جا سکتا ہے:-

انسداد رشوات ستانی ایکٹ II، سال 1947 کا دفعہ 2 فراہم کرتا ہے:-

"اس ایکٹ کے مقاصد کے لیے "سرکاری ملازم" کا مطلب ایک سرکاری ملازم ہے جیسا کہ مجموعہ تعزیرات بھارت 21 میں بیان کیا گیا ہے۔

دفعہ 21، مجموعہ تعزیرات بھارت موجودہ اپیل کے مقاصد کے لیے جہاں تک متعلقہ ہے فراہم کرتا ہے:-

"'سرکاری ملازم' کے الفاظ اس شخص کی نشاندہی کرتے ہیں جو اس کے بعد کی کسی بھی وضاحت کے تحت آتا ہے، یعنی:

....

نواں.................................. اور حکومت کی خدمت یا تنخواہ میں یا کسی عوامی فرض کی انجام دہی کے لیے فیس یا کمیشن کے ذریعے معاوضہ پانے والا ہر افسر۔"

اس میں کوئی شک نہیں کہ اپیل کنندہ حکومت کی خدمت یا تنخواہ میں تھا اور اجمیر میں ریلوے کیرتیج ورکشاپس میں میٹل ایگزامینر کی ذمہ واری انجام دے رہا تھا جسے چیزر کہا جاتا تھا اور اس طرح وہ عوامی ذمہ واری انجام دے رہا تھا۔

تاہم، یہ دعوی کیا گیا کہ اپیل کنندہ اس اصطلاح کے معنی کے مطابق افسر نہیں تھا جیسا کہ مجموعہ تعزیرات بھارت 21(9) میں استعمال کیا گیا ہے۔ایک افسر، یہ دعوی کیا گیا تھا کہ، ریگ بمقابلہ راماجیراو جیوبازیروودیگر ([1]) کے اختیار پر، اس کا مطلب وہ ہے جسے اعلیٰ اتھارٹی نے اس کے ریگولیٹنگ اور جبر کے اختیارات کا کچھ حصہ تفویض کیا تھا اور جسے انفرادی رعایا کے ساتھ تعلقات میں ریاست کی نمائندگی کے لیے مقرر کیا گیا تھا۔ویسٹ، جے کے قول کے مطابق، لفظ "افسر" کا مطلب کسی حد تک استعمال کرنے کے لیے ملازم شخص اور بعض حالات میں حکومت کا ایک تفویض شدہ کام ہے۔وہ یا تو خود کسی اختیار یا نمائندہ کردار سے لیس تھا یا اس کے فرائض فوری طور پر کسی ایسے شخص کے لیے معاون تھے جو اتنا مسلح تھا۔لہذا، یہ دعوی کیا گیا کہ اپیل کنندہ ایک دھاتی معائنہ کار ہونے کے ناطے جسے ریلوے کیرتیج ورکشاپس میں چیزر کے نام سے جانا جاتا ہے، نے اعلیٰ اتھارٹی کی طرف سے اسے اپنے ریگولیٹنگ اور جبر کے اختیارات کا کچھ حصہ نہیں سونپا تھا اور نہ ہی اسے انفرادی مضامین کے ساتھ تعلقات میں ریاست کی نمائندگی کے لیے مقرر کیا گیا تھا۔وہ نہ تو کسی اختیار یا نمائندہ کردار سے لیس تھا اور نہ ہی اس کے فرائض کسی ایسے شخص کے لیے فوری طور پر معاون تھے جو اتنا مسلح تھا۔اسے کسی حد تک اور بعض حالات میں حکومت کے تفویض کردہ کام کو انجام دینے کے لیے ملازم نہیں رکھا گیا تھا اور اس لیے وہ اس اصطلاح کے معنی کے مطابق "افسر" نہیں تھا جیسا کہ مجموعہ تعزیرات بھارت 21(9) میں استعمال کیا گیا ہے۔اگر وہ اس طرح حکومت کا افسر نہیں ہوتا تو وہ مجموعہ تعزیرات بھارت 21 کے معنی میں سرکاری ملازم نہیں ہو سکتا تھا اور نہ ہی وہ ایکٹ II، سال 1947 کے مقاصد کے لیے سرکاری ملازم ہو سکتا تھا اور اسے ایکٹ II، سال 1947 کی دفعہ 5(1)(d) کے تحت جرم کا مجرم نہیں ٹھہرایا جا سکتا تھا۔

تاہم، یہ بات قابل ذکر ہے کہ 12 بمبئی عدالت عالیہ رپورٹوں 1 میں بمبئی عدالت عالیہ کے فاضل ججوں کے سامنے مقدمہ ایک گاؤں کے اضافتدار سے متعلق ہے، جو کہ ایک کرایہ دار ہے، جس نے اپنے جنگلات کے محصولات کا حساب رکھنے اور حکومت کو ایک خاص تناسب ادا کرنے کا عہد کیا تھا، باقی اپنے لیے رکھا تھا اور عدالت غور کے لیے جو سوال پیدا ہوا تھا وہ یہ تھا کہ کیا ایسا شخص

مجموعہ تعزیرات بھارت 21(9) کے معنی میں افسر تھا۔ اسی تناظر میں ویسٹ، جسٹس کی طرف سے مذکورہ بالا مشاہدات کیے گئے تھے، اور عدالت اس نتیجے پر پہنچی کہ دیشمکھ اور دیشپانڈی اس شق کے معنی میں کافی ہوں گے جو انہیں ریاست کے لیے اس کے کاموں کا ایک حصہ انجام دینے یا ان لوگوں کی مدد کرنے کے لیے مقرر کیا گیا ہے جو اس کے فعال نمائندے تھے لیکن اضافتدار یا ملزم جیسے کرایہ دار نہیں تھے۔ وہ ایک افسر نہیں تھا بلکہ محض ایک ٹھیکیدار تھا جو حکومت کو ایک خاص تناسب ادا کرنے کے لیے اپنے عہدے یا ملازمت کی شرائط سے پابند نہیں تھا۔ اس کے پاس جبر یا مداخلت کے لیے کسی بھی اختیار کا کوئی وفد نہیں تھا اور نہ ہی اسے کسی ایسے شخص کی مدد کے لیے معاون مقرر کیا گیا تھا جس کے پاس ایسا اختیار تھا۔ انہوں نے جو ذمہ واری سر انجام دیئے وہ معاہدوں کے طور پر ذمہ واری تھی، جن کی انجام دہی میں دھوکہ دہی کی وجہ سے انہیں سزا دی جاسکتی تھی لیکن کسی بھی عہدے سے منسلک ذمہ واری نہیں تھی جو انہیں یا ان کے پیشرو کے حق میں تفویض کیے گئے تھے، ایسا کام کرنے میں ناکامی جو ایمانداری کے ساتھ اسے ذمہ دار بناسکتی ہے، ایک افسر کے طور پر، مجرم سرکاری ملازمین کے لیے مقرر کردہ خصوصی سزاؤں کے لیے۔

12 بمبئی عدالت عالیہ رپورٹ 1 میں یہ فیصلہ ہے جس کو کلکتہ عدالت عالیہ نے ناظم الدین بنام قوین ایمپرس ([1]) میں غور کیا۔ اس معاملے میں درخواست گزار ضلع مظفر پور میں محکمہ نمک کے سپرنٹنڈنٹ کے دفتر سے منسلک ایک چپراسی تھا اور اسے مجموعہ تعزیرات بھارت 161 کے تحت مجرم قرار دیا گیا تھا۔ درخواست گزار کی جانب سے جو دلیل دی گئی وہ یہ تھی کہ وہ مجموعہ تعزیرات بھارت 21 کی شق (9) کے آخری حصے کی شرائط کے تحت نہیں آتا جس میں اعلان کیا گیا تھا کہ "حکومت کی خدمت یا تنخواہ میں موجود ہر افسر" سرکاری ملازم تھا کیونکہ وہ افسر نہیں تھا۔ اس دلیل کی حمایت میں ریگ بمقابلہ راماجیراو جیوبازیرو ([2]) کے مقدمے کا حوالہ دیا گیا اور کلکتہ عدالت عالیہ کے فاضل ججوں نے صفحہ 346 پر مشاہدہ کیا:—

"اس معاملے میں فاضل ججوں کو اس بات پر غور کرنا تھا کہ آیا حکومت کی طرف سے کرایہ دار اپنے پٹہ کی شرائط پر سرکاری ملازم تھا، اور ایسا کرتے ہوئے، انہوں نے عام طور پر "افسر" کی اصطلاح کے معنی پر غور کیا۔ وہاں یہ مانا گیا تھا کہ ایک افسر کا مطلب ہے "کوئی ایسا شخص جو کسی حد تک اور بعض حالات میں حکومت کے تفویض کردہ کام کو انجام دینے کے لیے ملازم ہو۔ وہ یا تو کسی اختیار یا نمائندہ کردار سے لیس ہے، یا اس کے فرائض فوری طور پر کسی ایسے شخص کے لیے معاون ہیں جو

اتنا مسلح ہے۔" جو معنی ہمیں ان الفاظ کو اپنانے کے لیے کہا جاتا ہے وہ ہمیں بہت تنگ لگتا ہے جیسا کہ موجودہ معاملے پر لاگو ہوتا ہے۔ وہ چپراسی جسے سرکاری ملازم کے طور پر سزا سنائی گئی ہے وہ حکومت کی خدمت اور تنخواہ میں ہے، اور وہ محکمہ نمک کے سپرنٹنڈنٹ کے دفتر سے منسلک ہے۔ اس کے فرائض کی صحیح نوعیت بیان نہیں کی گئی ہے، کیونکہ یہ اعتراض مقدمے میں نہیں لیا گیا تھا، لیکن ہمیں یہ سمجھنا چاہیے کہ، اس کی تقرری کی نوعیت سے، یہ اس کا فرض تھا کہ وہ اپنے سرکاری اعلی کے احکامات پر عمل کرے، جو بلاشبہ ایک سرکاری ملازم ہے، اور اس صلاحیت میں کہ وہ اپنے دفتر کے عوامی فرائض کی انجام دہی میں سپرنٹنڈنٹ کی مدد کرے۔ اس لحاظ سے وہ حکومت کا ایک افسر ہو گا، حالانکہ وہ ممکنہ طور پر "حکومت کے کسی تفویض کردہ کام" کو انجام نہیں دے سکتا۔ پھر بھی اس کے فرائض "سپرنٹنڈنٹ کے لیے فوری طور پر معاون ہوں گے جو اتنے مسلح ہیں"۔ ہمارا خیال ہے کہ تعزیرات ہند کی دفعہ 21 کی شرائط کے تحت "حکومت کی خدمت یا تنخواہ میں افسر" وہ ہوتا ہے جسے کسی عوامی فرض کی انجام دہی کے لیے کسی عہدے پر مقرر کیا جاتا ہے۔ اس لحاظ سے چپراسی دفعہ 21، شق 9 کے تحت آئے گا۔

لہذا، اس بات کا تعین کرنے کے لیے کہ آیا کوئی شخص حکومت کا افسر ہے، اصل امتحان یہ ہے:-

(1) چاہے وہ حکومت کی خدمت میں ہو یا تنخواہ میں، اور

(2) چاہے اسے کسی عوامی فرض کی انجام دہی کا کام سونپا گیا ہو۔

اگر یہ دونوں تقاضے پورے ہو جاتے ہیں تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ اس کے عہدے کی نوعیت کیا ہے، چاہے وہ جو فرائض انجام دے رہا ہے وہ اعلی کردار کے ہوں یا واقعی بہت شائستہ۔ جیسا کہ بیکن کا خُلاصہ جلد 6، صفحہ 2 میں "ایک افسر کی نوعیت اور کئی قسم کے افسران" کے عنوان سے مضمون میں کہا گیا ہے، "ایک افسر کی نوعیت اور کئی قسم کے افسران" کے عنوان والے مضمون میں: لفظ "دفتر کا حامل "بنیادی طور پر ایک ذمہ واری کی طرف اشارہ کرتا ہے، اور دوسری جگہ، اس طرح کے فرض کی ذمہ داری؛ اور یہ کہ یہ ایک قاعدہ ہے کہ جہاں ایک شخص کو دوسری کے معاملات اس کی مرضی کے خلاف، اور اس کی اجازت کے بغیر کرنا پڑتا ہے، کہ یہ ایک عہدہ ہے، اور جو اس میں ہے وہ ایک افسر ہے۔ اس کے بعد اگلے پیراگراف کا بھی اس تناظر میں حوالہ دیا جا سکتا

ہے: "دفتر اور روزگار میں فرق ہوتا ہے، ہر دفتر ایک روزگار ہوتا ہے۔ لیکن ایسے روزگار ہیں جو دفاتر کی ذمرے کے تحت نہیں آتے ہیں۔ جیسے گھاس بنانے کا معاہدہ، ریوڑ کو ہانکنا، اور c۔ جو امانور کے نگران سے بڑے پیمانے پر مختلف ہیں" اور c (زیر 12 بمبئی عدالتِ عالیہ کی رپورٹ 1 صفحہ 5 پر)۔

اسی تناظر میں جس میں 12 بمبئی عدالت عالیہ رپورٹ 1 کے فیصلے کو لاہور عدالت عالیہ کے فاضل ججوں نے احمد شاہ بنام ایمپرر ([1]) میں سمجھا جب انہوں نے صفحہ 157 پر مشاہدہ کیا:-

"لیکن یہ کافی نہیں ہے کہ کسی شخص کو حکومت کی تنخواہ یا خدمت میں ہونا چاہیے تاکہ وہ مجموعہ تعزیرات بھارت کی دفعہ 21 (نویں) کے معنی میں ایک سرکاری ملازم ہو۔ اسے ایک "افسر" بھی ہونا چاہیے۔ یہ اظہار، یقیناً، کمیشن شدہ یا غیر کمیشن شدہ افسر کے بول چال کے معنی تک محدود نہیں ہے۔ اس کا مطلب ہے کسی "دفتر کا حامل یا کام کرنے والا"۔ عہدہ وقار یا اہمیت کا حامل ہو سکتا ہے؛ یہ یکساں طور پر شائستہ بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن اس کی نوعیت جو بھی ہو، یہ ضروری ہے کہ اس عہدے پر فائز شخص کو کسی حد تک حکومت کے کچھ کام اس کے حوالے کرنے چاہئیں۔"

لاہور عدالت عالیہ کے فاضل ججوں کے سامنے غور کے لیے سوال یہ تھا کہ کیا کوارٹر ماسٹر کا کلرک مجموعہ تعزیرات بھارت 21 میں اس اظہار کے معنی میں سرکاری ملازم تھا۔ ان کے سامنے سامنے آنے والے حقائق پر فاضل جج اس نتیجے پر قابل کہ کوارٹر ماسٹر کا کلرک محض ایک بابو تھا اور عوامی کام کرنے کے لیے حکومت کی طرف سے ملازم اور تنخواہ پانے والے مزدور یا معمولی ملازم کے علاوہ 'افسر' نہیں تھا (قوین بنام نجی مٹو دیکھیں ([2]))۔

لہٰذا اگر کسی خاص معاملے کے حقائق پر عدالت اس نتیجے پر پہنچتی ہے کہ کوئی شخص نہ صرف حکومت کی خدمت یا تنخواہ میں ہے بلکہ عوامی فرائض بھی انجام دے رہا ہے، تو اس نے اسے حکومت کے فرائض تفویض کر دیے ہیں یا کسی بھی صورت میں کسی ایسے شخص کے لیے فوری طور پر معاون فرائض انجام دے رہا ہے جو حکومت کا افسر ہے اور اس لیے مجموعہ تعزیرات بھارت 21(9) کے معنی میں حکومت کا 'افسر' ہے۔

اس جائزے کو ہمارے سامنے کیس کے حقائق پر لاگو کرتے ہوئے، ہم دیکھتے ہیں کہ اپیل کنندہ درجہ III کا نوکر تھا اور اسے ریلوے کیریج ورکشاپ میں دھات کے معائنہ کار کے طور پر ملازم

رکھا گیا تھا جسے چیز رکہا جاتا ہے۔ وہ ورکس منیجر کے ماتحت کام کر رہے تھے جو یقینی طور پر حکومت کا ایک افسر تھا اور جو فرائض اس نے انجام دیے وہ فوری طور پر ورکس منیجر کے لیے معاون تھے، جو حکومت کا افسر ہونے کے علاوہ حکومت کے کسی اختیار یا نمائندہ کردار سے بھی لیس تھا۔ اس طرح اپیل کنندہ، یہاں تک کہ 12 بمبئی عدالت عالیہ رپورٹ 1 میں ویسٹ، جسٹس کے حکم کی ایک تنگ تشریح پر بھی، حکومت کی خدمت یا تنخواہ میں ایک افسر تھا جو حکومت کی طرف سے اسے سونپی گئی عوامی ذمہ داری کے طور پر کام کر رہا تھا اور اس لیے مجموعہ تعزیرات بھارت 21 کے معنی میں ایک سرکاری ملازم تھا۔

یہ حقیقی قانونی حیثیت ہونے کی وجہ سے، اپیل کنندہ کی یہ دلیل بھی اس کے لیے فائدہ مند نہیں ہے اور اس کے خلاف پہلے سوال کا جواب دیا جانا چاہیے۔

لہذا اپیل کنندہ دفعہ 21(9) کے معنی میں ایک افسر تھا اور اس لیے دفعہ 21، مجموعہ تعزیرات بھارت کے معنی میں ایک سرکاری ملازم تھا اور ایسا سرکاری ملازم ہونے کے ناطے وہ انسداد رشوات ستانی ایکٹ II، سال 1947 کی دفعہ 2 میں موجود سرکاری ملازم کی تعریف کے تحت آتا تھا۔ اس لیے انہیں مقدمے کے حقائق اور حالات کی بنیاد پر ایکٹ II، سال 1947 کی دفعہ 5(1)(d) کے تحت صحیح طور پر مجرم قرار دیا گیا۔ اس کی سزا اور نچلی عدالتوں کی طرف سے اس پر عائد کی گئی سزا اس لیے بالکل ترتیب میں تھی اور اس لیے اس اپیل کو مسترد ہونا چاہیے۔